

کفر سے تعاون کی تین اقسام اور خوارج کی اس متعلق کج فہمی مفتی اسرار احمد سے ارنپوری

کفر سے تعاون کی تین اقسام اور خوارج کی اس متعلق کج فہمی

مفتی اسرار احمد سے ارنپوری

کافر سے تعلق ولایت تین قسم پر ہے:

پہلی قسم تو یہ ہے کہ کوئی مسلمان اس کے کفر پر راضی ہو اور اس کے کفر کی تصویب (درست سمجھنا) کرتا ہو اور اسی وجہ سے اس سے قلبی تعلق رکھتا ہو تو ایسا شخص بھی کافر ہے کیونکہ یہ کفر پر راضی بھی ہے اور کفر کی تصدیق بھی کرتا ہے۔

دوسری قسم اس تعلق کی یہ ہے کہ جس میں کسی کافر سے ظاہری طور پر اچھے طریقے سے معاشرت اختیار کرنا مقصود ہو اور ایسا تعلق ممنوع نہیں ہے۔

تیسری قسم اس تعلق کی یہ ہے کہ جس میں کافر کا فروغ پر اعتماد، ان کی اعانت اور نصرت ہو اور اس کا سبب یا تو قرابت داری ہو یا پھر ان کی محبت ہو لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ عقیدہ بھی ہو کہ ان کا دین باطل ہے تو ایسا تعلق اگرچہ ممنوع ہے لیکن موجب کفر نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ امر بالکل واضح ہے کہ یہود و نصاریٰ سے دوستی لگانے والے مسلمانوں کی اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جن کو یا تو ان کی ٹیکنالوجی کا راز ہے یا وہ عیش پرست ہیں یا پھر کالی و سستی ہے اور موت کا خوف مال اور عہدے کی محبت وغیرہ ہے۔

یہ تمام چیزیں ایسے امور ہیں جن کی وجہ سے ایسے مسلمان فاسق فاجر اور عملی منافق تو قرار پائیں۔

گے لیکن ایسے کافر نہ ہیں کہ جس کی وجہ سے وہ ملت اسلامیہ سے خارج ہو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار سے اپنے بچاؤ کی تدبیر کے طور پر ان سے ظاہری دوستی کی اجازت دی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ
أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ
وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ
الْإِلَهِ فِي شَيْءٍ
تَقِيَّةٌ وَيُعَذِّبُ اللَّهُ
الَّذِينَ لَا يَصِيرُونَ 28

’ پس اہل ایمان، اہل ایمان کو چھوڑتے ہوئے کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو کوئی بھی ایسا کرے گا تو اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم (یعنی اہل ایمان) ان کافروں کی اذیت سے بچنا چاہو کچھ بچنا

(آل عمران : 28)

اس آیت مبارکہ کا یہ استثناء بے حال یہود و نصاریٰ سے دوستی کی بنیاد پر ایسے مسلمانوں کی تکفیر میں صریح مانع ہے اس آیت مبارکہ میں تقاہ سے مراد سلف صالحین نہ تھے اور خوف دونوں کیلئے ہے :

امام شنفیٹی المالکی فرماتے ہیں کہ اگر دشمن کے خوف کے سبب سے کوئی مسلمان ان سے تعلق ولایت کا اظہار کرے تو یہ جائز ہے

وَالَّذِينَ آمَنُوا لَا يَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى
أَوْلِيَاءَ كَتَبْنَا فِي الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ

” و بین فی موضع آخر : ان محل ذلك، فیما ذا لم تكن الموالاته بسبب خوف و تقية و ن كانت بسبب ذلك فصاحبها معذور وهو قول تعالیٰ : لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَ مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ

فَلَا يَسْـَٔلُ مَنِ اللّٰهُ فِى شَيْءٍ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً.

(اَضواءُ البیان : المائدة)

” ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ یہود و نصاریٰ سے یہ تعلق ولایت کسی خوف یا بچاؤ کے سبب سے نہ ہو اور اگر یہود و نصاریٰ سے تعلق ولایت اس سبب (یعنی خوف یا ان کی اذیت سے بچاؤ) کے تحت ہو تو ایسا شخص معذور ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا قول ہے: ”پس اہل ایمان اہل ایمان کو چھوڑتے ہوئے کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو کوئی بھی ایسا کرے گا تو اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہ ہے سوائے اس کے کہ تم (یعنی اہل ایمان) ان کافروں (کی اذیت سے) بچنا چاہو کچھ بچنا“

امام نسفی الحنفی نے بھی یہی معنی بیان فرمایا ہے: لکھتے ہیں:

(اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً) اِلَّا اَنْ تَخَافُوْا مِنْ جِهَتِهِمْ اِمْرًا يَجِبُ اتِّقَاؤُهُ اِى اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ لِلْكَافِرِ عَلَيْكَ سُلْطٰنٌ فَتَخَافُ عَلٰى نَفْسِكَ وَمٰلِكَ فَحِيْنًا يَجُوْزُ لَكَ اِظْهَارُ الْمَوَالِىَةِ وَاِبْطٰنُ الْمَعَادَاةِ.

(تفسیر نسفی : آل عمران : ۲۸)

’اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً‘ کا معنی یہ ہے کہ تم یہ ان کی طرف سے کسی ایسے امر کا اندیشہ ہو کہ جس سے بچنا لازم ہے یعنی یہ کہ کسی کافر کو تم پر غلبہ حاصل ہو اور تم اس کافر سے اپنے جان اور مال کا خوف لاحق ہو تو اس وقت تم ہار لیں گے یا جائفے تم کافر سے دوستی کا اظہار کرو اور اس سے دشمنی کو چھپا لو“

امام بیضاوی اور شافعی نے بھی یہی معنی بیان کیا ہے کہ خوف کے وقت دشمن کافر سے تعلق ولایت کا اظہار جائز ہے لکھتے ہیں:

” منع عن موالاتهم ظاهرا و باطنا في الاوقات كلها
إلا وقت المخافة فإن اظهار الموالاة حينئذ جائز.“

(تفسیر بیضاوی : آل عمران : ۲۸)

’ اللہ تعالیٰ نے جميع حالات میں کفار سے ظاہری یا باطنی تعلق ولایت قائم کرنے سے منع فرمایا ہے سوائے خوف کی حالت کے ‘ کیونکہ اس حالت میں کافر سے تعلق ولایت کا اظہار جائز ہے“

یہی وجہ ہے کہ اگر کسی موقع پر کسی صحابی سے یہ کام سرزد ہو گیا کہ اس نے مسلمانوں کے خلاف کفر کا تعاون یا حمایت کردی تو آپ نے اس کو کافر و مرتد قرار نہ دیا ہے مثلا

سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں صحیح بخاری میں مروی ہے کہ نبی نے سیدنا علی زبیر اور مقداد کو بھیجا کہ جاؤ روضہ خاخ نامی مقام پر ایک عورت سانہ پر سوار تمہیں ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ لے کر آؤ جب یہ صحابہ کرام وہاں پہنچے تو اس عورت سے کہا تیرے پاس جو خط ہے وہ میں نے دیکھا ہے اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے تب سیدنا علی نے فرمایا : یا تو میں خط دیدے تو بہتر ہے وگرنہ میں ننگا کر کے بھی خط برآمد کرنا پڑا تو تم یہ بھی کر گزریں گے تو اس عورت نے بالوں کی چوٹی سے خط نکال کر دیدیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب یہ خط لے کر بارگاہ نبوی میں پہنچے ، خط کھولا گیا تو وہ خط سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے رؤس قریش کے نام لکھا گیا تھا جس میں نبی کے بعض معاملات کے بارے میں اطلاع دی گئی تھی

آپ نے فرمایا حاطب یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے میں قریش کے ساتھ رہتا تھا حالانکہ میں قریشی نہیں ہوں بلکہ ان کا حلیف ہوں آپ کے پاس جتنے مہاجرین ہیں ان کے وہاں رشتہ دار موجود ہیں جو ان کے گھر بار اور اموال کی حفاظت کرتے ہیں تو میں نے سوچا قریشیوں کے ساتھ

میری رشتہ داری تو نہ دے چلو ان پر کوئی احسان
 کردو جس کی بناء پر وہ میرے قرابت داروں کی حفاظت
 کرے اور سیدنا حاطب نے کہا ، لم افعل
 ارتدادا عن دینی ولا رضا بالكفر بعد الاسلام
 اللہ کے رسول میں نہ یہ کام مسلمان ہونے کے بعد
 نہ ہی کفر کو پسند کرتے ہوئے کیا اور نہ ہی دین
 سے ارتداد اختیار کرتے ہوئے کیا تو رسول اللہ
 نے فرمایا اس نے سچ کہا سیدنا عمر نے فرمایا
 مجھ سے چھوڑ دیجئے میں اس منافق کو قتل کر دوں آپ
 نے فرمایا یقیناً یہ بدری ہے امید ہے کہ اللہ
 تعالیٰ نے بدریوں کو معاف کر دیا ہے اور فرمایا:
 جو مرضی عمل کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے تب
 اللہ نے سورہ ممتحنہ میں یہ آیات نازل کر دیں

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ الفتح و
 ما بعث حاطب بن ابی بلتعہ الی اہل مکتہ یخبرہم
 بخیر و النبی ، ص: 612 ، ج: 2 درسی نسخہ)